باب۔3

مراتب داخلیہ وخارجیہ

وجود یا موجود کے دو اعتبارات ہیں :

(1)مرتبہ ٔداخلیہ

(2)مرتبہ ٔخارجیہ

مرتبہ ٔداخلیہ ،کُن فَیَکُونُ سے مقدم ہے۔ لہٰذا یہاں مخلوقات کو دخل نہیں ، اور نہ ہی یہاں متعدد ذوات موجود فی الخارج مانے جاتے ہیں۔ بخلاف مرتبہ ٔخارجیہ کے کہ وہ مرتبہ ، خلق کا، وجود بالعرض کا، اور بعدِ کُن کا ہے۔

مراتب داخلیہ میں جو کثرت معلوم ہوتی ہے ، وہ علم واعتبار میں ہے۔ یایوں کہو کہ وہ ذاتِ حق ہی کے مختلف اعتبار ہیں، مگر ذات ایک ہی ہے۔ واحد ہے۔

3.1 احدیت:

احدیت کو، ہاہوت ، ھو، شانِ تنزیہ ، غیب مطلق، بشرط لا شئے، بشرط لا کثرت ، انانیت حقہ ، اور ہویتہ حقہ بھی کہتے ہیں۔

احدیت ، ذات کا ایک مرتبہ ہے جو وہم وگمان سے پاک ہے۔ کثرت کو اس شان میں گنجائش نہیں۔ بالکل قیود سے آزاد ذات ہے۔ احدیت میں ذاتی علم ،نور، وجود اور شہود ضرور ہوتا ہے۔ اس مرتبہ میں حق تعالیٰ خود ہی علم ہے، خود ہی عالم ہے اور خود ہی معلوم ہے۔ مگر اس مرتبے میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ کیوں کہ یہاں کسی قسم کے تعدد اور اعتبار غیریت کو دخل نہیں۔ اس مسئلے کی تفصیل ، علم کے بیان میں کی جائے گی۔

Siddiqui Publications

3.2 وحدت:

وحدت کو حقیقت محمدی، بشرط شیئ بالقوۃ اور بشرط کثرت بالقیہ بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو نفس رحمانی بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگ، اس لحاظ سے کہ وحدت ہی کے درجات کی تفصیل واحدیت میں ہوتی ہے، وحدت کو رفیع الدرجات کہتے ہیں۔ اور رفیع الدرجات ذوا لعرش، اس پر اشارہ ہے۔ اور بعض اس لحاظ سے کہ وحدت اپنی ہی تفصیل کو واحدیت میں چاہتی ہے، تو وحدت کو حبِّ ذاتی کہتے ہیں۔ فاحببت ان اعرف، اسی مرتبے کی طرف اشارہ ہے۔

وحدت، ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے جس میں قابلیتِ کثرت ہے۔ مگر ہنوز کثرت موجود نہیں، بالفعل نہیں۔ اس قابلیت کثرت کو شیون ذاتیہ کہتے ہیں۔

حقیقت محمدی: حقیقت محمدی میں زید، بکر، عمرو، یہ سب جزئیات ہیں۔ انسان، حیوان جسم، یہ سب کلّیات ہیں۔ اسی طرح اعیان ثابتہ کا بھی حال ہے کہ بعض ان میں جزوی حقیقی ہیں اور بعض کلّی۔ کلّیات میں بھی بعض چھوٹی کلّی ہوتی ہے اور بعض بڑی۔ مثلاً انسان چھوٹی کلّی ہے اور حیوان بڑی کلّی۔ اعیان ثابتہ میں بھی بعض چھوٹی کلّی ہیں اور بعض بڑی کلّی ہیں۔ سب سے بڑی کلّی کو ہم " عین الاعیان " کہیں گے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عین الاعیان گو تمام اعیان کو شامل ہے مگر وہ فی حدّ ذاتہٖ، جزئی حقیقی ہی ہے۔ اس پر اور غور کرو تو معلوم ہو گا کہ عین الاعیان کے دو تشخص ہیں۔ ایک، تشخصِ ذاتی، کہ اس کی ذات ایک ہے۔ دوسرا، تشخص عارضی، باعتبار اعیان ثابتہ کے۔ اس کو جو کلّیت عارض ہوتی ہے وہ عام اعیان کا لحاظ کرتے ہوئے ہے۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب تک عین ثابتہ پر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تجلّی نہ ہو گی عین ثابتہ موجود نہ ہو گا۔ پس اعیان ثابتہ جزوی پر، تجلی اسماء الٰہی جزوی طور سے توجہ فرما ہو گی۔ پس ایک عین پر جو تجلّی ہے وہ دوسرے عین پر ہرگز نہیں ہوتی، ورنہ دو عین کے دو جدا جدا ظہور نہ ہوں گے۔

دیتا ہے ہر ایک حکیم جس کی جیسی لیاقت ہے حسرتؔ

جتنی انگوٹھی ہوگی اتنا ہی نگ بھی ہوگا۔ اب رہا عین الاعیان، جو تمام اعیان کو شامل اور ان کو حاوی ہے، اس پر جو تجلّی ہوگی وہ تمام تجلّیات کو حاوی ہوگی۔ اس کو شان الوہیت کہتے ہیں۔ ان صوفیہ کے پاس تجلّی کو "رب" اور عین ثابتہ کو "مربوب" کہتے ہیں۔ جو تجلّی عین الاعیان پر، پرتَوافگن ہے اس کو "رب الارباب" اور "تجلّی اعظم" کہتے ہیں۔ اور عین الاعیان کو "عبداللہ" یا "مربوب اعظم" کہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں عین الاعیان اور عبدا للہ ہی "حقیقت محمدی" ہے۔ اور اللہ جو رب الارباب ہے، تجلّی اعظم ہے، مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے، حقیقت محمدی پر تجلّی فرماتا ہے۔ عین الاعیان تو نظر نہیں آتا کیوں کہ ،لم یشم رائحۃ الوجود یعنی عین کو وجود کی ہوا تک نہیں لگی، ان دونوں کے ملنے سے موجودِ خارجی اعظم، جامۂ وجود پہنتا ہے۔ اس واسطے بعض حضرات اس مرکب کو حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ ان کی نظر دینے والے پر ہے، لینے والے پر نہیں ہے۔ ان کو اس حدیث پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے، انما انا قاسم واللہ یعطی (متفق علیہ)۔ حق تو یہ ہے کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں، اور اللہ دیتا ہے۔ لینے والے اور دینے والے میں امتیاز نہ کرنا درست نہیں۔۔ خلاصہ یہ کہ حقیقت محمدی، لینے والا "عبداللہ" اور دینے والا "اللہ" ہے۔

3.3 واحدیت:

واحدیت کو بشرط شئے بالفعل اور بشرط کثرت بالفعل، بھی کہتے ہیں۔ واحدیت، ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے، جس میں بالفعل کثرت کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یہاں کثرت سے مراد اسماء و صفات و معلومات الٰہیہ کی کثرت ہے۔

واضح ہو کہ کسی شئے سے کوئی قید لگائی جائے تو تین اعتبار پیدا ہوتے ہیں۔ (1) بشرط لاشئے، یا شئے مطلق قید سے پاک (2) بشرط شئے مقید، قید کے ساتھ۔ (3) لابشرط شئے یا مطلق شئے، قید بے قید دونوں سے عام۔ پس لابشرط شئے کی دو صورتیں ہوئیں۔ بشرط لاشئے احدیت، بشرط شئے واحدیت۔

اس مثال پر غور کرو۔ بچہ ، برہنہ بچہ ، کپڑے پہنا بچہ ۔۔۔ گویا، بچہ لا بشرط شئے ہے۔ برہنہ بچہ بشرط لا شئے ہے۔ اور کپڑے پہنا بچہ بشرط شئے کی مثال ہے۔

پس وجود میں تین اعتبار ہیں:

(۱) وحدت مطلقہ، لا بشرط شئے، سب سے عام۔

(۲) احدیت، بشرط لا شئے، قیود و اعتبارات سے پاک۔

(۳) اب رہ گیا بشرط شئے۔ اس میں دو صورتیں ہیں۔

بشرط کثرت بالقوۃ (وحدت)۔

اور بشرط کثرت بالفعل (واحدیت)۔

ان اصطلاحات میں تمیز نہ کرنے سے بہت گڑبڑ ہوتی ہے۔ ایک بات یاد رکھو۔ مجمل سے مفصل، وحدت سے کثرت اور باطن سے ظاہر کی طرف ظہور ہوتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ تعین دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) تعین ذاتی

(۲) تعین باعتبار اسماء وصفات کے۔

تعین ذاتی ہر حال میں باقی رہتا ہے، اور تعین اسماء وصفات بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً، زید پہلے بچہ تھا، پھر جوان ہوا، پھر بوڑھا ہوا۔۔۔ تو بچپن ، جوانی ، کہولت (یعنی ادھیڑ پن) اور شیوخت (یعنی بڑھاپا)، زید کے صفاتی تعین ہیں جو بدلتے رہتے ہیں۔ اور زید کا ذاتی تعین یعنی "زیدیت"، جوں کا توں رہتا ہے۔